اداریہ

سالِ رواں میں ادارہ ثقافتِ اسلامیہ اپنے قیام کے 60 سال پورے کر رہا ہے۔ ایک غیر سرکاری تنظیم کی حیثیت سے یہ ادارہ 1950ء میں قائم اور 1860ء کے سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹر ہوا تھا۔ اس کے بانی ارکان میں سیّد واجد علی شاہ، پروفیسر ایم ایم شریف، خواجہ بشیر بخش، ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے۔ رحمٰن اور ڈاکٹر محمد جہانگیر خان شامل تھے۔

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے قیام کا مقصد حضرت علامہ محمد اقبال کے افکار کی روشنی میں مسلمانوں کے علوم وفنون اور ثقافت کی تشکیلِ نو ہے۔ ابتدا ہی سے اپنے وقت کے ممتاز ترین دانش ور اور سکالر اس ادارے سے منسلک رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم اس ادارے کے پہلے ڈائریکٹر تھے جو متعدد فکر انگیز کتب کے مصنف اور معروف فلسفی تھے۔ اُن کے بعد پروفیسر ایم ایم شریف آئے جو آل انڈیا فلاسفیکل کانگریس کے صدر رہے تھے اور پاکستان فلسفہ کانگریس کے بانی ارکان میں سے تھے۔ اُنھوں نے اپنی کئی کتب کے علاوہ انگریزی زبان میں دو جلدوں پر مشتمل مسلم فلسفہ کی تاریخ مرتب کی جو بین الاقوامی معیار کا علمی شاہکار ہے۔ پروفیسر ایم ایم شریف کے بعد ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے ڈائریکٹر کا عہدہ سنبھالنے والوں میں شیخ محمد اکرام، گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبۂ فلسفہ کے سابق سربراہ پروفیسر سعید شیخ، جناب سراج منیر اور ڈاکٹر رشید احمد جالندھری شامل ہیں۔ وطنِ عزیز کے علمی وفکری اثاثہ میں ان سب صاحبان کا حصہ شامل ہے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی، رئیس احمد جعفری، مولانا مظہر الدین صدیقی اور مولانا محمد اسحاق بھٹی جیسے صاحبانِ علم و دانش اس ادارے سے منسلک رہے ہیں۔

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کے پالیسی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز کرتا ہے۔ سیّد واجد علی شاہ مرحوم بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تاحیات سربراہ منتخب کیے گئے تھے۔ مرحوم 2008ء میں اپنی وفات تک اس ادارے کے سربراہ رہے۔ اُن کے بعد سیّد شاہد علی بورڈ کے چیئرمین منتخب ہوئے ہیں۔ بورڈ کے موجودہ ارکان میں جناب انتظار حسین، ڈاکٹر خالد حمید شیخ، ڈاکٹر خالد آفتاب، ڈاکٹر خورشید رضوی اور قاضی جاوید شامل ہیں۔ جب کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین اور حکومتِ پنجاب کے محکمۂ اطلاعات و ثقافت کے سیکرٹری اس بورڈ کے بلحاظ عہدہ رکن

ہوتے ہیں۔

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کا آئین اُس کو مذہب، فلسفہ، تاریخ اور ادب کے موضوعات پر تحقیق اور کتب کی اشاعت کی گنجائش دیتا ہے۔ ادارہ نے ان موضوعات پر تین سو سے زیادہ کتابیں شائع کی ہیں جو نہ صرف پاکستان بلکہ بین الاقوامی علمی حلقوں میں بھی مستند اور معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ آپ اس امر کا اندازہ یوں بھی کر سکتے ہیں کہ عالمی معیار کے علمی و تحقیقی جرائد میں شامل ہونے والے مضامین یا بین الاقوامی کانفرنسوں میں پیش کیے جانے والے مقالات میں پاکستان کے جس علمی ادارے کی مطبوعات کے سب سے زیادہ حوالے دیئے جاتے ہیں وہ یہی ادارہ ثقافتِ اسلامیہ ہے۔

ادارہ کے سہ ماہی علمی و فکری جریدہ 'المعارف' کو بھی علمی دُنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

بین الاقوامی شناخت اور وقار رکھنے والے اس علمی ادارہ کو معاشرے میں نہایت منفی تاثر رکھنے والا پنجاب بورڈ آف ریونیو ایک عرصہ سے زِک پہنچانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور کی مرکزی شاہراہِ قائداعظم اور کلب روڈ کے سنگھم پر نرسنگھ داس گارڈن وِلا کی ساڑھے پندرہ کنال اراضی پر واقع ہے۔ پنجاب بورڈ آف ریونیو کے غیر ذمہ دار حکام بعض دوسرے صوبائی محکموں کی ملی بھگت سے اس اراضی کا بڑا حصہ ہتھیانے کے درپے ہیں۔ ان کی دیدہ دلیری کا اندازہ یوں لگا لیجیے کہ جس اراضی پر اُن کی نظر ہے وہ گورنر ہاؤس اور وزیرِاعلیٰ پنجاب کے دفتر سے صرف دوسو گز کے فاصلے پر واقع ہے۔

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ اس قسم کی اوچھی کوششوں کو روکنے کی سکت اور وسائل رکھتا ہے۔ تاہم وہ یہ بھی توقع کرتا ہے کہ اس کو ملکی اور غیرملکی علمی اور ثقافتی حلقوں، ادیبوں، دانش وروں، صحافیوں اور خاص طور پر پاکستانی عوام کی اخلاقی حمایت حاصل رہے گی۔

وضاحت:

المعارف کے اپریل-جون 2010ء کے شمارہ میں ڈاکٹر محمد آصف کا مضمون ''اسلامی اور مغربی تہذیبوں کے مابین مکالمے کی اہمیت وضرورت'' شائع ہوا تھا۔ اس شمارے میں ڈاکٹر صاحب کا ایڈریس غلطی سے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد لکھا گیا تھا۔ براہِ کرم تصحیح کر لیجیے۔ ڈاکٹر محمد آصف بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے شعبۂ اُردو میں استاد ہیں۔